S_2000_1_402_410

عدالت عظمیٰ رپوٹس 2000 ایس یو پی پی 1ایس سی آر

پی۔سارتھی

بنام۔

اسٹیٹ بینک آف انڈیا

12 مئی2000

ایس۔ساگراحمد اور جی۔بی۔پٹنائک، جسٹس

حد بندی ایکٹ، 1963-دفعہ 14-"عدالت" کے سامنے زیر غور کارروائیوں کا فائدہ-ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلیں)، جو ٹی۔این۔شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعہ(2)41 کے تحت تشکیل دی گئی ہے۔کیا ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت فائدے کے مقاصد کے لیے کوئی سول عدالت، ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلیں) ایکٹ کی دفعہ 14 کے معنی میں ایک "عدالت" ہے اور اس کے سامنے زیر غور کارروائی دیوانی کارروائی تھی-لہذا، محکمہ جاتی اپیل تاریخ دئرہ سے لے کر اس کے تحت اپیل تاریخ دئرہ تک کی پوری مدت بھی ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیل) کے سامنے دفعہ(2)41 کو مقدمہ دائر کرنے کے لیے حد کی مدت کا حساب لگانے کے لیے خارج کرنا پڑتا ہے-مقدمہ-حد-تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1947، دفعہ(2)41 -ٹی این۔شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ قواعد، 1948، قاعدے 9 اور 9 اے-خدمات سے ہٹانا-لیبر قوانین۔

الفاظ اور جملے-"عدالت"-کا مطلب۔

اپیل کنندہ، جو ایک ترقی یافتہ برانچ منیجر تھا، کو معطل کر دیا گیا۔باقاعدہ محکمہ جاتی تفتیش کے بعد، اس نے 11.01.1983 پر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔اپیل کنندہ نے بینک کے لوکل بورڈ کے سامنے ہٹانے کو چیلنج کیا اور اس نے اسے مسترد کر دیا۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے تامل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ (ایکٹ) کی دفعہ(2)41 کے تحت ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیل) کے سامنے اپیل دائر کی اور اسے بھی اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا کہ ایکٹ توضیعات قومی بینکوں پر لاگو نہیں ہوتیں۔

اپیل کنندہ نے 28.09.1988 کو باقاعدہ دعوائی استقرار یہ باہر مقدمہ دائر کیا اس اعلان کے لیے کہ اس کا ہٹانا غیر قانونی، غیر قانونی اور غلط تھا اور اس کے نتیجے میں دادرسی کے ساتھ بحالی کے لیے بھی۔یہ مقدمہ ٹرائل کورٹ نے خارج کر دیا تھا۔اپیل کنندہ کی طرف سے دائر کی گئی پہلی اپیل کی اجازت دی گئی۔مدعا

علیہ نے دوسری اپیل دائر کی جسے عدالت عالیہ نے اس نتیجے پر منظور کیا کہ مقدمہ مقدمے کی خوبیوں پر غور کیے بغیر حد بندی قانون کے تحت مقرر کردہ حد سے آگے سول کورٹ میں دائر کیا گیا تھا۔اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا کہ وہ حد بندی قانون کی دفعہ 14 کے فائدے کا دعوی اس بنیاد پر کرنے کا حقدار ہے کہ اس نے لوکل بورڈ کی نمائندگی کی تھی، شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعہ 41 کے تحت اپیل دائر کی تھی، اوراس لیے، عدالت میں "دیوانی کارروائی" پر مناسب احتیاط کے ساتھ مقدمہ چلا رہا تھا اور جس مدت کے دوران ایسی کارروائی زیر التوا تھی، اسے خارج کرنا پڑا۔

مدعا علیہ کی طرف سے یہ دلیل دی گئی کہ دفعہ 14 کا فائدہ صرف اس صورت میں دستیاب ہے جب کارروائی "دیوانی کارروائی" ہو اور عدالت میں زیر التوا ہو؛ کہ شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعہ (2)41 کے تحت اپیلٹ اتھارٹی عدالت نہیں تھی اور اس لیے حد بندی ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت فائدہ قانونی طور پر اپیل گزار کو نہیں دیا جا سکتا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد: 1.1. ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز)، جو کہ تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1947 کے تحت تشکیل دی گئی اتھارٹی ہے، کے پاس اس حکم پر فیصلہ سنانے کا دائرہ اختیار ہے جس کے ذریعے کسی ملازم کی خدمات ختم کی جاتی ہیں۔ایکٹ کی دفعہ (3)41 کے تحت، اس کی طرف سے منظور کردہ حکم آجر کے ساتھ ساتھ ملازم پر بھی پابند ہے۔اس طرح، ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیل) سی پی سی کے معنی میں "سول کورٹ" نہیں ہو سکتا لیکن یہ یقینی طور پر ایک عدالت ہے۔(408-بی-ڈی)

1.2. حد بندی قانون کی دفعہ 14 "سول کورٹ" کی بات نہیں کرتی بلکہ صرف "عدالت" کی بات کرتی ہے۔کوئی بھی اتھارٹی اور ٹریبونل جس کے پاس عدالت کی صف ہوتی ہے، اس دفعہ کے معنی میں "عدالت" ہوگی۔(408-جی-ایچ)

1.3. تسلیم شدہ طور پر، ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز) کے سامنے دائر اپیل وقت کے اندر تھی۔یہ اپیل 01.09.1987 پر اس بنیاد پر خارج کر دی گئی کہ تامل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ کی دفعات قومی بینکوں پر لاگو نہیں ہوتیں جیسا کہ عدالت عالیہ نے سی وی رمن کیس میں کہا تھا۔یہ فیصلہ ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز) کے سامنے اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران دیا گیا۔(408-بی؛ 405-اے-بی؛ 408-ای)

سی وی رمن بنام بینک آف انڈیا (1984) 2 ایل ایل جے 34 (مدراس)، منظور شدہ۔

مینجمنٹ آف بینک آف انڈیا بنام سی وی رمن، (1984) 2 لیب۔ ایل جے 34 (1998) میں منظور شدہ 3 ایس سی سی 105)، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

1.4. ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز)، جو اپیلوں کی سماعت اور فیصلہ کرنے کے لیے تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1947 کی دفعہ (2) 41 کے تحت تشکیل دی گئی ایک اتھارٹی تھی، لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14 کے معنی میں ایک "عدالت" تھی اور اس کے سامنے زیر التواء کارروائی دیوانی کارروائی تھی۔ محکمہ جاتی اپیل تاریخ دئرہ سے لے کر ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز) کے سامنے دفعہ (2) 41 کے تحت اپیلوں تاریخ دئرہ سے لے کر اسے مسترد ہونے تک کی پوری مدت کو، اس لیے، زیر بحث مقدمہ دائر کرنے کے لیے حد کی مدت کا حساب لگانے کے لیے خارج کرنا ہوگا۔ اگر پوری مدت کو خارج کر دیا جائے تو مقدمہ وقت کے اندر ہو جائے گا۔ (409-ایف-ایچ؛ 410-اے)

ٹھاکر جوگل کشور سنہا بنام سیتامڑھی سنٹرل کوآپریٹو بینک لمیٹڈ، اے آئی آر (1967) ایس سی 1494، پر بھروسہ کیا۔

پریتم کور بنام شیر سنگھ، اے آئی آر (1983) اور بنسی رام بنام شری کھزانہ، پی اینڈ ایچ 363 اے آئی آر (1993) ایچ پی 20، مضمر طور پر منظور شدہ۔

بھارت بینک لمیٹڈ بنام بھارت بینک لمیٹڈ کے ملازمین، (1950) ایس سی آر 459: اے آئی آر (1950) ایس سی 188؛ مقبول حسین بنام ریاست بمبئی، (1953) ایس سی آر 730: اے آئی آر (1953) ایس سی 325 اور برجندن سنہا بنام جیوتی نارائن، (1955) 2 ایس سی آر 955: اے آئی آر (1956) ایس سی 66، حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپلیٹ دائرہ اختیار فیصلہ: دیوانی اپیل نمبر 6900 آف 1997۔

1995 کے ایس اے نمبر 1659 میں مدراس عدالت عالیہ کے 9.8.96 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے ایس۔ آر۔ سیٹیا، آر۔ سندر وارڈن اور کے۔ ایم۔ رمیش۔

جواب دہندہ کے لیے سنجے کپور۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایس سا گر احمد، جسٹس: اپیل کنندہ کو 1962 میں اسٹیٹ بینک آف انڈیا (مختصر طور پر، 'مدعا علیہ') میں کلرک کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ جولائی 1977 میں انہیں برانچ منیجر کے عہدے پر ترقی دی گئی لیکن 8 ستمبر 1980 کو انہیں معطل کر دیا گیا۔ 31 جولائی 1981 کو ان کے خلاف چارج شیٹ جاری کی گئی جس

کے بعد باقاعدہ محکمہ جاتی کارروائی ہوئی اور بالآخر 11 جنوری 1983 کو اپیل کنندہ کو ملازمت سے ہٹا دیا گیا۔ اس حکم کو اپیل کنندہ نے 21 فروری 1983 کو بینک کے لوکل بورڈ کے سامنے دائر اپیل میں چیلنج کیا تھا لیکن 18 مئی 1983 کے حکم سے اپیل کو مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے 21 جولائی 1983 کو تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1947 (مختصر طور پر، 'ایکٹ') کی دفعہ 41(2) کے تحت اپیل دائر کی۔ یہ اپیل ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز) مدراس میں دائر کی گئی تھی۔ یہ اپیل یکم ستمبر 1987 کو اس بنیاد پر خارج کر دی گئی تھی کہ تامل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1947 توضیعات قومی بینکوں پر لاگو نہیں ہوتیں جیسا کہ مدراس عدالت عالیہ نے بینک آف انڈیا بنام سی وی رمن، (1984) 2 لیب ایل جے 34 کے انتظام میں کہا تھا۔ اس فیصلے کو اس عدالت نے 21 اپریل 1988 کو برقرار رکھا تھا اور اس کے بعد سے (1988) 3 ایس سی سی 105 میں رپورٹ کیا گیا ہے۔ یہ اس فیصلے کی وجہ سے تھا کہ اپیل کنندہ کا ایس ایل پی۔ (سی) 1987 کا نمبر 14,963 یکم ستمبر 1988 کے حکم کے خلاف جس کے ذریعے ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز) نے اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ یہ اس مرحلے پر تھا کہ اپیل کنندہ نے شہری سول کورٹ، مدراس میں باقاعدہ مقدمہ نمبر 11099/88 اس اعلان کے اختیار سے باہر کیا کہ اپیل کنندہ کو ہٹانا غیر قانونی، غیر قانونی اور غلط تھا۔ انہوں نے نتیجہ خیز فوائد کے ساتھ بحالی کے ڈگری نامے کے لیے دعا کی۔ اس مقدمے کو ٹرائل کورٹ نے 20 اپریل 1994 کے اپنے فیصلے کے ذریعے خارج کر دیا تھا۔ ٹرائل کورٹ نے مزید کہا کہ مقدمہ حد کے اندر نہیں تھا۔ اس کے بعد، اپیل کنندہ کی طرف سے دائر کی گئی پہلی اپیل کو 7 مارچ 1995 کو آٹھویں ایڈیشنل نے منظور کیا۔ جج، مدراس نے اس نتیجے کے ساتھ کہ مقدمے کو حد سے روکا نہیں گیا تھا اور اپیل کنندہ کے خلاف خارج کرنے کا حکم برا تھا۔ اس کے بعد مدعا علیہ نے دوسری اپیل دائر کی جسے مدراس عدالت عالیہ نے 9 اگست 1996 کو اس نتیجے کے ساتھ منظور کیا کہ یہ مقدمہ سول کورٹ میں حد بندی قانون کے تحت مقرر کردہ حد سے باہر دائر کیا گیا تھا۔ عدالت عالیہ نے مقدمے کی خوبیوں پر غور نہیں کیا۔ ان حالات میں ہی موجودہ اپیل دائر کی گئی ہے۔

اس اپیل میں ہمارے غور کے لیے جو واحد سوال آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا اپیل کنندہ کی طرف سے شہری سول کورٹ، مدراس میں 28 ستمبر 1988 کو دائر کیا گیا مقدمہ وقت کے اندر تھا۔ یہ مقدمہ اس اعلان کے لیے دائر کیا گیا تھا کہ 11 جنوری 1983 کا حکم، جس کے ذریعے انہیں ملازمت سے ہٹا دیا گیا تھا، قانون کے مطابق غلط تھا۔ حد کی عام مدت جس کے اندر مقدمہ دائر کیا جا سکتا تھا وہ حد بندی ایکٹ 1963 کے آرٹیکل 58 کے تحت تین سال ہے۔ ایک اور آرٹیکل ہے، یعنی آرٹیکل 113 جو ایک بقایا آرٹیکل ہے جو مقدمہ

دائر کرنے کے لیے تین سال کی حد کی مدت فراہم کرتا ہے جس کے لیے کہیں اور حد کی مدت فراہم نہیں کی گئی ہے۔

حد کی مدت کے اندر مقدمہ لانے کے لیے، اپیل کنندہ نے اس بنیاد پر حد بندی قانون کی دفعہ 14 کے فائدے کا دعوی کیا کہ اس نے لوکل بورڈ کی نمائندگی کی تھی اور اس کے بعد تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1947 کی دفعہ (2)41 کے تحت اپیل دائر کی تھی اور اس لیے وہ عدالت میں "دیوانی کارروائی" پر مناسب احتیاط کے ساتھ مقدمہ چلا رہا تھا۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ وہ پوری مدت جس کے دوران وہ کارروائی زیرالتواء تھی، کو خارج کرنا ہوگا اور اگر ایسا کیا جاتا ہے تو مقدمہ حد کے اندر ہوگا۔

مدعاعلیہ کے فاضل وکیل نے، اس کے برعکس، دلیل دی ہے کہ دفعہ 14 کا فائدہ صرف اس صورت میں دیا جا سکتا ہے جب کارروائی "دیوانی کارروائی" ہو اور عدالت میں زیر التوا ہو۔ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1947 کی دفعہ (2)41 کے تحت اپیلٹ اتھارٹی عدالت نہیں ہے اور اس لیے دفعہ 14 کے تحت فائدہ قانونی طور پر اپیل کنندہ کو نہیں دیا جا سکتا جس کے مقدمے کو ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ نے بھی صحیح طور پر وقت سے بالاتر قرار دیا تھا۔

ایکٹ کی دفعہ 41 درج ذیل فراہم کرتا ہے:-

.41"برخاستگی کا نوٹس-(1) کوئی آجر کم از کم چھ ماہ کی مدت کے لیے مسلسل ملازمت کرنے والے شخص کی خدمات ختم نہیں کرے گا، سوائے کسی معقول وجہ کے اور ایسے شخص کو اس طرح کے نوٹس کے بدلے کم از کم ایک ماہ کا نوٹس یا اجرت دیے بغیر، بشرطیکہ یہ کہ اس طرح کا نوٹس ضروری نہیں ہوگا جہاں اس مقصد کے لیے کی گئی انکوائری میں درج تسلی بخش شواہد کے ذریعے اس شخص کی خدمات کو بدانتظامی کے الزام میں چھوڑا جاتا ہے۔

(2) ملازم شخص کو اس طرح کے اختیار میں اپیل کرنے کا حق ہوگا اور اس وقت کے اندر جو مقرر کیا جائے یا تو اس بنیاد پر کہ اس کی خدمات کو ختم کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی یا اس بنیاد پر کہ وہ بدانتظامی کا مجرم نہیں تھا جیسا کہ آجر نے قرار دیا تھا۔

(3) اپیلٹ اتھارٹی کا فیصلہ حتمی ہوگا اور آجر اور ملازم شخص دونوں پر پابند ہوگا۔

مذکورہ بالا توضیعات غور کرنے سے پتہ چلے گا کہ جب کسی شخص کو ملازمت سے برخاست کیا جاتا ہے، تو اسے اس طرح کے اختیار میں اور اس وقت کے اندر اپیل کرنے کا حق حاصل ہے جو ایکٹ کے تحت مقرر کیا گیا ہے۔

تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ قواعد، 1948 کے قاعدے 9 اور 9-اے کا حوالہ ذیل میں دیا گیا ہے تاکہ اپیل کی سماعت کے طریقے اور اپیل اتھارٹی کے اختیارات کی نشاندہی کی جا سکے جو اپیل کو نمٹانے میں اس کے ذریعے قابل استعمال ہیں:

.9" دفعہ (1) 41 کے تحت اپیلیں-(1) لیبر کمشنر کے ذریعے انہیں تفویض کردہ اپنے متعلقہ علاقوں میں ڈپٹی کمشنر آف لیبر، مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 41 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت اپیلوں کی سماعت کے مقاصد کے لیے حکام ہوں گے:

بشرطیکہ لیبر کمشنر، تحریری حکم کے ذریعے، اس طرف سے یا اپنی مرضی سے کسی بھی فریق کی طرف سے کی گئی نمائندگی پر، اس ایکٹ کے تحت کوئی بھی مقدمہ واپس لے سکتا ہے، جو کسی اتھارٹی کے سامنے زیر التوا ہے اور اسے نمٹانے کے لیے کسی دوسرے اتھارٹی کو منتقل کر سکتا ہے۔ ایسا اختیار جس کو معاملہ اس طرح منتقل کیا گیا ہے، منتقلی کی ترتیب میں خصوصی ہدایت کے تابع، یا تو ڈی نو وو یا اس مرحلے سے آگے بڑھ سکتا ہے جس پر اسے اس طرح منتقل کیا گیا تھا۔

(2) دفعہ 41 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت کسی بھی اپیل کو آجر کے ساتھ خدمت ختم کرنے کے حکم کی خدمت کی تاریخ سے تیس دن کے اندر ملازم شخص ترجیح دے گا، ایسی خدمت کو اگر ذاتی طور پر یا اگر قابل عمل نہیں ہے تو پری پیڈ رجسٹرڈ ڈاک کے ذریعے آخری معلوم پتے تک موثر سمجھا جائے گا جب اس طرح کی خدمت کی تاریخ کو وہ تاریخ سمجھا جائے گا جب خط پوسٹ کے عام کورس میں پہنچے گا۔

بشرطیکہ اپیل تیس دن کی مذکورہ مدت کے بعد قبول کی جا سکتی ہے اگر اپیل کنندہ اپیل اتھارٹی کو مطمئن کرتا ہے کہ اس کے پاس اس مدت کے اندر اپیل کو ترجیح نہ دینے کی معقول وجہ ہے۔

(3) دفعہ 41 کی ذیلی دفعہ (2) کے تحت اپیل کی گئی اپیلوں کی سماعت کرتے وقت اپیلٹ اتھارٹی (ڈپٹی کمشنر آف لیبر) کے ذریعے اپنائے جانے والے طریقہ کار کا خلاصہ ہوگا۔ وہ اپنے سامنے پیش کیے گئے شواہد کو مختصر طور پر ریکارڈ کرے گا اور پھر اس کی وجوہات بتاتے ہوئے حکم جاری کرے گا۔ اپیل کا نتیجہ جلد از جلد فریقین کو مطلع کیا جائے گا۔ فریقین کو اگر ضرورت ہو تو احکامات کی کاپیاں بھی فراہم کی جائیں گی۔

9-اے۔ اپیلوں کی دوبارہ سماعت۔-(1) ایکٹ کے تحت پیش کی جانے والی کسی بھی اپیل میں، اگر آجر یا اس کا نمائندہ مقررہ تاریخ کو پیش ہونے میں ناکام رہتا ہے، تو اپیلٹ اتھارٹی یک طرفہ اپیل کی سماعت اور اس کا تعین کرنے کے لیے آگے بڑھ سکتا ہے۔

(2) ایکٹ کے تحت پیش کی جانے والی کسی بھی اپیل میں، اگر اپیل کنندہ مقررہ تاریخ پر پیش

ہونے میں ناکام رہتا ہے، تو اپیل اتھارٹی اپیل کو مسترد کر سکتی ہے۔

(3) ذیلی قواعد (1) اور (2) میں کسی بھی چیز کے باوجود، ان ذیلی قواعد میں سے کسی ایک کے تحت منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے اور مذکورہ حکم کی تاریخ کے ایک ماہ کے اندر اچھی وجہ پر اپیل کی دوبارہ سماعت کی جا سکتی ہے، نوٹس اس طرح کی دوبارہ سماعت کے لیے مقرر کردہ تاریخ کے مخالف فریق کو پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ متنازعہ نہیں ہے کہ ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز)، مدراس کے سامنے دائر اپیل وقت کے اندر تھی۔

ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز)، مدراس، جو کہ تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1947 کے تحت تشکیل دی گئی اتھارٹی ہے، کے پاس اس حکم پر فیصلہ سنانے کا دائرہ اختیار ہے جس کے ذریعے کسی ملازم کی خدمات ختم کی جاتی ہیں۔ اس کے پاس یہ فیصلہ کرنے کا دائرہ اختیار ہے کہ آیا آجر کی طرف سے منظور کردہ برخاستگی کا حکم درست تھا یا یہ کسی قانونی اصول یا فطری انصاف کے اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے منظور کیا گیا تھا۔ دفعہ (3) 41 کے تحت، اس کی طرف سے منظور کردہ حکم آجر کے ساتھ ساتھ ملازم پر بھی پابند ہے۔ اس طرح، ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیل) مجموعہ ضابطہ دیوانی کے معنی میں "سول کورٹ" نہیں ہو سکتا لیکن یہ یقینی طور پر ایک "عدالت" ہے۔

یہ اپیل یکم ستمبر 1987 کو اس بنیاد پر خارج کر دی گئی تھی کہ تامل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1947 توضیعات قومی بینکوں پر لاگو نہیں ہوتیں جیسا کہ مدراس عدالت عالیہ نے 1984 (2) لیب ایل ۔جے۔ 34 کے فیصلے میں کہا تھا۔ یہ فیصلہ ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز)، مدراس کے سامنے اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران دیا گیا تھا۔

دفعہ 14، لمیٹیشن ایکٹ کا ذیلی دفعہ (1) درج ذیل فراہم کرتا ہے:

''(1) کسی بھی مقدمے کے لیے حد بندی کی مدت کا حساب لگانے میں مدعی کے خلاف ایک اور دیوانی کارروائی، چاہے وہ پہلی بار کی عدالت میں ہو یا اپیل یا نظر ثانی کی، مدعا علیہ کے خلاف خارج کر دی جائے گی، جہاں کارروائی اسی معاملے سے متعلق ہے اور اس پر نیک نیتی سے کسی ایسی عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا ہے جو دائرہ اختیار کی خرابی یا اسی نوعیت کے دوسرے سبب سے اس پر غور کرنے سے قاصر ہو۔

یہ دیکھا جائے گا کہ حد بندی قانون کی دفعہ 14 "سول کورٹ" کی بات نہیں کرتی بلکہ صرف "عدالت" کی بات کرتی ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ دفعہ 14 میں جس عدالت کا ذکر کیا گیا ہے وہ "سول عدالت" ہو۔ کوئی بھی اتھارٹی یا ٹریبونل جس کے پاس عدالت کی صف ہوتی ہے، اس آرٹیکل کے معنی میں

"عدالت" ہوگی۔

ٹھا کر جوگل کشور سنہا بنام سیتا مڑھی سنٹرل کوآپریٹو بینک لمیٹڈ و دیگر، اے آئی آر (1967) ایس سی 1494 میں، اس عدالت نے توہین عدالت ایکٹ کے تحت سوال پر غور کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ بہار اور اڑیسہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرار ایک عدالت ہے۔ یہ قرار دیا گیا کہ رجسٹرار کے پاس محض عدالت کے اختیارات نہیں تھے بلکہ بہت سے معاملات میں اسے وہی اختیارات دیے گئے تھے جو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ذریعے ایک عام سول کورٹ کو دیے گئے تھے جن میں حلف پر گواہوں کو طلب کرنے اور ان سے جانچ کرنے کے اختیارات، دستاویزات کے معائنے کا حکم دینے اور فریقین کو سننے کا اختیار شامل ہے۔ عدالت نے بھارت بینک لمیٹڈ بنام بھارت بینک لمیٹڈ کے ملازمین، (1950) ایس سی آر 459 = اے آئی آر (1950) ایس سی 188؛ مقبول حسین بنام اسٹیٹ آف بمبئی، (1953) ایس سی آر 730 = اے آئی آر (1953) ایس سی 325 اور برجندن سنہا بنام جیوتی نارائن، (1955) 2 ایس سی آر 955 = اے آئی آر (1956) ایس سی 66 کے سابقہ فیصلوں کا حوالہ دیا۔ عدالت نے ان معاملات میں طے شدہ قاعدے کی منظوری دی کہ اصطلاح کے سخت معنوں میں عدالت کی تشکیل کے لیے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ عدالت کو عدالتی ٹریبونل کے کچھ جالوں کے علاوہ فیصلہ یا ایک حتمی فیصلہ دینے کا اختیار ہونا چاہیے جس میں حتمی اور اختیار ہو جو عدالتی اعلان کے لازمی امتحانات ہیں۔

پریتم کور بنام شیر سنگھ، اے آئی آر (1983) پنجاب اور ہریانہ 363 میں، ریڈیمپشن آف مارگیجز (پنجاب) ایکٹ (2 آف 1913) کے تحت کلکٹر کے سامنے کی کارروائی کو دیوانی کارروائی قرار دیا گیا۔ یہ فیصلہ دیا گیا کہ حد بندی قانون کی دفعہ 14 کے تحت زیر غور "عدالت" کا مطلب لازمی طور پر مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت "سول عدالت" نہیں ہے۔ مزید یہ فیصلہ دیا گیا کہ فریقین کے حقوق کا فیصلہ کرنے والے کسی بھی ٹریبونل یا اتھارٹی کو "عدالت" سمجھا جائے گا۔ نتیجتاً، اس معاملے میں حد بندی قانون کی دفعہ 14 کے فائدے کی اجازت دی گئی۔ اس فیصلے کے بعد ہماچل پردیش عدالت عالیہ نے شری بنسی رام اور دیگران بنام شری خزانہ، اے آئی آر (1993) ہماچل پردیش 20 میں مقدمہ دائر کیا۔

فوری معاملے میں مذکورہ بالا اصولوں کو لاگو کرتے ہوئے، ہماری رائے ہے کہ ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز)، جو اپیلوں کی سماعت اور فیصلہ کرنے کے لیے تمل ناڈو شاپس اینڈ اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1947 کی دفعہ 41 (2) کے تحت تشکیل دی گئی اتھارٹی تھی، لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14 کے معنی میں ایک "عدالت" تھی اور اس کے سامنے زیر التواء کارروائی دیوانی کارروائی تھی۔ یہ تنازعہ نہیں ہے کہ اپیل کنندہ بینک کے لوکل بورڈ

کے سامنے اپیل دائر کرسکتا ہے، جو کہ خالصتاً ایک محکمہ جاتی اپیل تھی۔ اس معاملے کے پیش نظر، محکمہ جاتی اپیل تاریخ دئرہ سے لے کر ڈپٹی کمشنر آف لیبر (اپیلز) کے سامنے دفعہ (2)41 کے تحت اپیل تاریخ دئرہ سے لے کر اسے خارج ہونے تک کی پوری مدت کو، اس لیے، زیر بحث مقدمہ دائر کرنے کی حد کی مدت کا حساب لگانے کے لیے خارج کرنا ہوگا۔ اگر پوری مدت کو خارج کر دیا جاتا ہے، تو مقدمہ، جو متنازعہ نہیں ہے، وقت کے اندر ہوگا۔

ان وجوہات کی بنا پر ہم نے 28 جولائی 1998 کے اپنے مختصر حکم نامے کے ذریعے اس اپیل کی اجازت دی ہے جس کی وجوہات ہمارے ذریعے تفصیل سے درج کی گئی ہیں۔

آر۔ کے۔ ایس۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this
document